# انتقاد

## "اسلامی تحقیق کا مفہوم، مُدعا اور طریق کار"

مصنف: ڈاکٹر محمد رفیع الدین۔ ایم اے، پی ایچ ڈی۔ ڈی۔ لٹ۔

ناشر: دار الاشاعت الاسلامیہ۔ کوثر روڈ۔ سلام پورہ۔ لاہور ۱۔

قیمت: اعلیٰ کاغذ ڈیڑھ روپیہ، اخباری کاغذ ایک روپیہ۔ (یہی ہمارے پیشِ نظر

حجم: ۴۷ صفحات۔

یہ سینتالیس صفحات کا چھوٹا سا رسالہ دراصل ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کے اس انگر

کا اُردو ترجمہ ہے، جو اُنھوں نے پہلی آل پاکستان اورینٹیل کانفرنس منعقدہ لاہور دسمبر ۱۹۵۶

پڑھا تھا۔ جسے ادارۂ دعوت الحق کراچی نے شائع کیا تھا۔

ماہنامہ میثاق لاہور کے مدیر مسئول ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی درخواست پر ڈاکٹر رفیع ا

نے خود ہی اس مقالہ کو اُردو زبان میں ڈھالا اور اس میں جا بجا توضیحی اضافے بھی کئے۔ یہ اردو ت

میثاق میں بالاقساط شائع ہو چکا ہے۔ دار الاشاعۃ الاسلامیہ نے اسلامی تحقیق سے دلچسپی رکھنے وا

لئے اس مقالہ کو کتابچہ کی شکل میں اپریل ۱۹۶۹ء میں شائع کر دیا۔ سرورق پر "لیحق الحق و یبط

(تاکہ حق کا بول بالا ہو اور باطل کا منہ کالا ہو) کا طغرا اعلیٰ مقصد کا غماز ہے۔

مرحوم ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب اسلامی حلقوں میں کسی تعریف کے محتاج نہیں۔ جدید تع

طبقہ کو اسلام سے متعارف کرانے میں ڈاکٹر صاحب کا بڑا حصہ ہے۔ انھیں قرآن حکیم سے والہا

ہے۔ مسلمانوں کا نظام تعلیم ان کا پسندیدہ موضوع اور ہمارے قومی شاعر اقبال کا مطالعہ ان ک

زندگی ہے۔ اس وقت تک بہت سے مضامین اور مقالوں کے علاوہ مرحوم کی متعدد کتابیں اُ

انگریزی زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔

ذہنی ارتقاء اور زمانہ کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے تحت ہر مذہب کے ماننے والوں کو ا

تحقیق اور تشریح کی ضرورت رہتی ہے۔ جو ایک طرف تو اس کے پیروؤں کو ہر دور میں مطمئن کر سکے

سری طرف وہ مذہب دوسروں کے لئے کشش اور دلچسپی کا موجب بن کر قابلِ قبول ہو سکے۔ اس اصول
پیشِ نظر مسلمانوں کا یہ اوّلین فریضہ ہے کہ اسلام کی ایسی تشریح و توضیح پیش کریں جو تحقیق کے موجودہ
یاروں پر پوری اُترے اور جدید ذہن اور نئے تقاضوں کے لئے قابلِ قبول ہو۔ ڈاکٹر رفیع الدین
حب نے اس اہم اور ہمہ گیر اسلامی ضرورت کو نہ صرف شدت سے محسوس کیا، بلکہ پاکستان میں
نے والی پہلی بین الاقوامی کانفرنس میں ایسا پُرمغز مقالہ پیش کیا۔ جو ایک طرف تو اسلامی تحقیق کی
ورت و اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ اور دوسری جانب اس اہم اور مشکل ترین موضوع پر کام کرنے والوں
لئے مشعلِ راہ کا کام دیتا ہے۔

زیرِ تبصرہ مقالہ پینتیس (۳۵) ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے جن میں سے چیدہ چیدہ عنوانات یہ ہیں:

• اسلامی تحقیق کا معنی • اسلامی تحقیق کے وظائف • مستشرقی تحقیق • مستشرقی تحقیق اسلامی
یق نہیں • دورِ حاضر میں اسلام کو حکیمانہ افکار کا چیلنج • مسلمانوں سے عصرِ جدید کے انسان کا
البہ • ہمارے اسلامی تحقیق کے اداروں کے سامنے کرنے کا کام • میکانکی اسلامی تحقیق کا کام
سلامی تحقیق کے فن کی تعلیم اور تربیت ضروری ہے۔ وغیرہ وغیرہ......

ڈاکٹر صاحب اپنے مقالے کے آغاز ہی میں لکھتے ہیں: "اسلامی تحقیق کی تعریف اس طرح سے کرنی
ہیئے کہ اسلامی تحقیق وہ تحقیق ہے جس کا موضوع ہماری ان مقدس کتابوں (قرآن و حدیث) کے مشتملات
ں۔ اور جس کا مقصد یہ ہو کہ ان مشتملات کو لوگوں کے لئے زیادہ قابلِ فہم بنایا جائے۔" (ص ۵)

ڈاکٹر صاحب کے خیال میں اسلامی تحقیق کا مقصد صرف یہ ہے کہ اسلام کی مقدس کتابوں کے مشتملات کو
ں کے لئے زیادہ قابلِ فہم بنایا جائے اور بس۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے مشتملات کو قابلِ فہم بنانے
لئے کسی تحقیق کی ضرورت نہیں۔ قرآن و حدیث کو ان کی اصل شکل میں سمجھانا زیادہ آسان اور ضروری
۔ اس میں انسانی ذہنی اپچ اور دماغی کاوش نے داخل ہو کر اسلام کی تعلیم کو ایک معمہ بنا دیا ہے۔ ہماری
ے میں تو اسلامی تحقیق کی ضرورت ہی آج اس لئے پیش آرہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات
و قرآن و حدیث میں موجود ہیں، اپنی اصل صورت میں پیش کرنے کی بجائے تفسیروں، حدیث کی شرحوں،
کی کتابوں، علم کلام کے مناظروں، تصوّف کی مغلق اصطلاحوں، منطقی موشگافیوں اور فلسفیانہ گورکھ
ندوں کے ذریعے سمجھایا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اُمت کو اُمتِ واحدہ

اور بنیان مرصوص بنایا تھا وہ ان گنت گروہوں میں تقسیم ہو گئی، اور ہر گروہ آج حق کا د
اور اسلام کا ٹھیکیدار ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے خود یہ سوال اُٹھایا ہے۔ فرماتے
"کیا یہ بات صحیح نہیں کہ قرآن وحدیث دونوں مل کر انسانی افراد کے اعتقاد و
کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں؟۔ کیا قرآن وحدیث نے پہلے ہی ضروری حد تک اپنے
وضاحت نہیں کر دی؟۔ کیا ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم خدا کی وحی کے فر
کے رسولؐ کے ارشادات میں ایک بحرا اپنی طرف سے بھی لگائیں۔ اور ان میں اپنی ا
اور انسانی عقل وفراست کی بنا پر بھی کچھ باتوں کا اضافہ کریں، تاکہ وہ زیادہ قابلِ فہ
مفید بن جائیں۔" (ص ۱۳-۱۴)

یہ سوال اُٹھا کر ڈاکٹر صاحب نے درحقیقت وحی آسمانی اور انسانی عقل کے درمیان الو
واضح کرنا چاہا ہے۔ اور اس کا جواب ڈاکٹر صاحب نے بڑے فلسفیانہ انداز میں دیا ہے
اس جواب سے اسلام میں عقل کے کردار پر ضرور روشنی پڑتی ہے، لیکن اس کا یہ مہ
قرآن مجید کو عقلی موشگافیوں سے اور پیچیدہ بنا دیا جائے۔

وحی کے سمجھنے کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے جو نکتے بیان کئے ہیں وہ لائقِ تح
ظاہر ہے کہ وحی کو انسانی عقلی معیار کے مطابق ہی سمجھا جا سکتا ہے — اور عقلی معی
کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے وحی کی عقلی توضیح میں تبدیلی بھی ناگزیر ہو گ

ہم اسلامی علوم وفنون کے مخالف نہیں۔ یہ علوم وفنون درحقیقت اسلامی تعلی
قابلِ فہم بنانے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ ان کی حقیقت ایک مقصد تک پہنچنے کے لئے
اسباب کی سی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ان علوم وفنون نے خو
لے لی۔ اور یہ علوم وفنون اسلام کی سیدھی سادی زندگی، اور تعلیمات کے سمجھ
بن گئے۔ اسلامی تاریخ کو درحقیقت آج اسلام کہا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں دا
تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ اسلام پر جو جماعتوں، گروہوں، فرقوں، مذاہب ا
کے پردے یا بقول مولانا حالیؒ اسلام پر جو بے شمار "ردے" چڑھے ہوئے ہیں (دیکھ
تحقیق کے ذریعہ ان سب کو ہٹا کر اسلام کے روشن چہرہ کو عیاں کرنے کی کوشش ک
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو جس شکل میں پیش کیا تھا اس کو اجاگر کرنے کا نا

بسب تاریخ کا پردہ چاک کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اسلامی تحقیق کے سلسلہ میں تاریخی تحقیق
یادہ اہمیت حاصل ہے۔

اسی صفحہ پر مصنف نے یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ہمیں صرف مسلمانوں کی تحقیق کو اپنانا
یئے اور غیر مسلموں کی تحقیق کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اس کی دلیل مصنف نے (ص ۵ پر) یہ دی ہے:

"چونکہ یہودی عیسائی مستشرقین نعمتِ ایمان سے بے نصیب ہونے کی وجہ سے ہماری مقدس کتابوں
قدس کتابوں کی حیثیت سے نہیں سمجھ سکتے۔"

آگے چل کر (ص ۹ پر) لکھتے ہیں:

"ان مستشرقین کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بالعموم ایک شدید قسم کا تعصب
موجود ہوتا ہے۔"

اس سارے بیان سے مصنف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مستشرقین نے اسلام کے مختلف موضوعات
تحقیق کر کے نتائج اخذ کئے ہیں وہ ہمارے لئے قابلِ قبول نہیں۔ ان کے نزدیک اس کے دو اسباب
۔اوّل نعمتِ ایمان سے محرومی۔ دوم مسلمانوں کے خلاف تعصب۔"

اس سلسلہ میں بہت سی باتیں کہی جاسکتی ہیں۔ اوّلاً یہ کہ حق کوئی ایسی چیز نہیں جو کسی خاص وقت
اص شخص یا قوم کے ساتھ مخصوص ہو۔ بلکہ حق ہر وقت ہر حالت میں اور ہر فرد و ملّت کے لئے حق ہی ہوتا
۔ اس لئے اسلام اور اس کے اصول و ضوابط اگر سچے اور حق ہیں تو انھیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں جھٹلا
تی۔ لہذا اسلامی حقائق کو مستشرقین جھٹلا ہی نہیں سکتے۔

ثانیاً یہ کہ نعمت ایمان سے محرومی انھیں تقدس کتب سے مانع ہے۔ یہ عجیب منطق ہے۔ ہم خود اپنے
یدہ کو الگ کر کے حقائق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ عقیدہ خود اپنی جگہ ایک ایسا تعصب ہے۔ جو
م حقائق سے انسان کو بے بہرہ کر دیتا ہے۔ حق معلوم کرنے کے لئے ہمیں خود بھی بے تعصبی کا ثبوت دینا
گا۔

پھر مستشرقین پر یہ اعتراض کہ وہ متعصب ہوتے ہیں۔ خود ڈاکٹر صاحب کی عبارت کی روشنی
ں محل نظر ہے۔ کیونکہ لفظ "بالعموم" بتاتا ہے کہ ان میں ہی کچھ ایسے افراد ضرور موجود ہوتے ہیں جو بقول مصنف
عصب نہیں ہوتے۔ پھر سوال یہ ہے کہ ہم نے یقینی طور پر یہ کہاں سے معلوم کیا کہ ان کی ساری تحقیقی کاوشیں

تعصب پر مبنی اور اسلام کو جھٹلانے کے لئے ہوتی ہیں۔ ہم یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ ان کے سامنے
تحقیقی اصول ہوتے ہیں جن کی روشنی میں وہ اسلامی تاریخ کو جانچتے ہیں۔ اور جو بات کہتے ہیں
دلائل کے ساتھ کہتے ہیں۔ ان کی علمی خدمات اور تحقیقات کا جواب ان کو محض "متعصب" کہ
دیا جا سکتا۔ بلکہ دلیل کے جواب میں ہمیں بھی دلیل پیش کرنا ہوگی۔ اور دلیل بھی ویسی ہی معقول
وزنی۔ لیہلک من هلك عن بینة ویحیی من حیّ عن بینة۔ صرف جذباتی دلائل اور عقی
اسلامی تحقیق کے لئے کافی نہیں۔ اسلامی تحقیق درحقیقت مسلمانوں کا اپنا ذاتی محاسبہ ہے جب
عقیدہ کی سخت گیری اور مذہبی تعصب سے الگ ہونا پڑے گا۔ اسلام اگر دینِ حق ہے تو اس
کو تعصب کے بغیر، بے لوث علمی تحقیق کے ذریعہ بھی اُجاگر کیا جا سکتا ہے۔

زیرِ تبصرہ مقالہ انگریزی ہی میں سوچا گیا ہے، اور اسی میں لکھا گیا ہے۔ اور بعد میں اس
کیا گیا ہے، اس لئے جا بجا زبان کی خامیاں کھٹکتی ہیں، ان سے صرفِ نظر کرتے ہوئے مقالہ
پُر مغز اور فکر انگیز ہے اور اس کے ذریعہ مصنف نے وقت کی اہم ترین ضرورت کی طرف مسلمانو
کیا ہے۔

ایسے مفید اور علمی کتابچے شائع کرنے پر ادارہ دارالاشاعت الاسلامیہ قابلِ تحسین ہے

(احمد حسن

## بقیہ : فہرست مخطوطات

کے اثرات، ان کے حروف کے اثرات، عدد جداول تلخیص ابجدی اور تولید الحروف والا
کی گئی ہے۔ دوازدہ بروج سے حروف الاعداد کی نسبتوں کو بنایا گیا ہے۔ حروف حارّہ
الگ الگ دکھایا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مصنف کے متعلق کچھ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ مگر طرزِ تحریر سے اندا
ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مصنف زندہ تھے۔ واللہ اعلم۔

زیرِ نظر نسخہ اچھی حالت میں ہے۔ آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے۔ اور ان لوگو
مفید ہے جو اس فن سے دلچسپی رکھتے ہوں۔